

پیش لفظ

رائم کا یہ ایم فل کا مقالہ بعنوان ”انتظار حسین کے افسانوی ادب میں ہند اسلامی ثقافت“، ایک طویل تلاش و جستجو کے بعد رائم کی دانست میں مکمل ہوا۔ یہ مقالہ ۵ ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلا باب ”ثقافت / کلچر (تاریخ، تشكیل، مباحث)“ کے عنوان سے ہے۔ جس میں اس بات کو سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے کہ کلچر آخر ہوتا کیا ہے۔ کلچر ہماری روزمرہ زندگی میں بہت عام استعمال ہوتا ہے، اس کا مفہوم کیا ہے اور یہ کہاں کہاں لا گو ہوتا ہے اور اس سے ملتے جلتے دوسری زبانوں کے الفاظ ثقافت، تہذیب، تمدن یہ بھی ہمیں سننے کو ملتے ہیں لیکن ہم ان کا بنیادی فرق نہیں سمجھ پاتے۔ ہم ان سب چیزوں کو کلچر کہہ دیتے ہیں۔ یوں کہنا اگرچہ غلط نہیں ہے لیکن ان کا بنیادی فرق معلوم ہونا چاہیے۔ میں نے چند بہت معتبر ادیبوں کی تحریروں سے یہ فرق سمجھنے کی کوشش کی ہے جو کہ اس باب میں درج کر دی ہے۔

مقالہ کا دوسرا باب ”ہند اسلامی ثقافت“ کے عنوان سے ہے۔ اس باب میں ہندوستان کی سر زمین میں پہنچنے والی تہذیبوں جن میں ہندو مت، بدھ مت اور اسلام کے بنیادی مزاج کو سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ہندو مت جو ہندوستان کا بہت قدیم نہ ہب ہے اس سے بحث کا آغاز ہوتا ہے اور بدھ مت سے ہوتے ہوئے یہ بحث اسلام تک پہنچتی ہے۔ اس کے بعد اسلام کی بر صغیر آمد اور یہاں کی تہذیب کے ساتھ میں جوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ دیکھا گیا ہے کہ یہاں پہ وہ کون سے عوامل و عناصر تھے جن کی وجہ سے ایک بہت بڑا تہذیبی ربط پیدا ہوا اور دو تہذیبوں ایک ہو کر ایک مخلوط کلچر کی شکل اختیار کر گئیں۔ ان عوامل میں سب سے مضبوط اور بے لوث کردار صوفیہ کرام کا رہا ہے جن کا خانقاہی کلچر ایک طاقتو اور ععال غضر کے طور پر سامنے آیا جس میں ہر قسم کے لوگوں کو بغیر کسی مذہبی، لسانی اور سماجی تفریق کے سینے سے لگایا گیا۔ صوفیہ کرام نے یہاں کی مقامی زبان کو ترقی دی اور شاعری، زبان و ادب، موسیقی اور دوسرے فنون لطیفہ کو پروان چڑھایا۔ مسلمان اپنے ساتھ ایک بہترین فن تعمیر لائے جس سے بر صغیر میں خوبصورت اور یادگار نشاۃ ثانیہ و رشہ قائد ہوا جو کہ کچھ سلاطین کی ذاتی توجہ اور دلچسپی کے ذریعے ممکن ہوا۔ ان میں سے کچھ سلاطین نے تو اس حد تک رواداری اور وضع داری کا ثبوت دیا کہ یہاں بنسنے والی دوسری اقوام کی مذہبی یادگاروں کو بھی تعمیر کرایا اور غیر مذہب قوم کو روزگار بھی مہیا کیا۔ اس لحاظ سے صوفیہ اور سلاطین نے عوام سے ربط و ضبط پیدا کر کے یہاں کے مخلوط کلچر کو ترقی دی۔ اس طرح شاعروں نے عوامی سطح پر آ کر اس طرح کی شاعری کی کہیہ شاعری ہر انسان کی بنیادی جمالیاتی ضرورت کی تسلیکیں کا باعث بنی۔ ان چند شاعروں کا تذکرہ بھی اس باب میں کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ہند اسلامی تہذیب کے رسوم و رواج دونوں بڑی قوموں کی ایک دوسرے کے تیوہاروں، رسوم میں

شرکت اور انگل و قبول کی بیشتر صورتوں کو اس باب میں موضوع بنایا گیا ہے۔

تیسرا باب ”کہانیوں کا سفر اور انتظار حسین“ کے عنوان سے ہے۔ مقالہ چونکہ انتظار حسین کے افسانوی ادب پر ہے اس لیے انتظار حسین کا کہانی سے کیا رشتہ قائم ہوا اس کو سمجھنا ضروری ٹھہرا۔ انتظار حسین نے جو افسانوی ادب لکھا اس کا مأخذ ہندوستان کا ادب اور تہذیب ہے۔ ہندوستان کے ادب میں جہاں شاعری ایک طاقتوں صنف کے طور پر موجود ہے وہاں داستانوں کی اہمیت سے بھی انکار نہیں، البتہ داستانوں کا رواج آج کے دور میں کم ہے اس لیے ان میں موجود تہذیبی عناصر کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ چند لوگوں نے اپنے مقالوں میں ان تہذیبی مظاہر کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے جن کے کچھ اقتباسات اس باب میں فراہم کیے گئے ہیں۔ جہاں تک اقتباسات اور حوالوں کا تعلق ہے تو اس مقالہ میں بعض مقامات پر حوالے طوال اختیار کر لیتے ہیں جو چند قارئین کی نازک طبع پر گراں گزرتے ہیں، ان کی طبیعت پر پڑنے والے اس بار کو یہ ناتوان اٹھانے کے لیے تیار ہے۔ میر تقی میر کا ایک شعر ہے:

س ب پ جس بار نے گرانی کی
اس کو یہ ناتوان اٹھا لایا

سورا قم نے یہ بار اس لیے اٹھایا کہ بعض کتب بہت نایاب تھیں اور بہت تلاش کے بعد ہاتھ آئیں تو قارئین کی معلومات کے لیے وہاں سے موقع کی مناسبت سے چند حوالے فراہم کر دیے گئے ہیں تاکہ وہ چند اہم نکات جوان کتابوں میں وقت کی گرد اور مرور زمانہ میں دب گئے ہیں ان کو پھر سے تازہ کر دیا جائے۔ اس کے علاوہ کچھ حوالے نئی کتابوں میں سے بھی ایسے ہیں جو طویل ہیں وہ اپنی اہمیت کی وجہ سے طویل ہیں کیونکہ ایک اچھا لکھنے والا جانتا ہے کہ اسے کہاں رکنا ہے اور چند اچھے لکھنے والوں نے تھوڑی دور جا کر اپنی تحریر کروکا ہے، بندہ ناچیز ان اساتذہ کی تحریروں کو اپنی تحریر پر مقدم جانتا ہے اس لیے ان کے احترام میں ان کی تحریر کو کامیاب کی جسارت نہ کر سکا۔

خیر بات تیسرا باب میں انتظار حسین اور کہانی کے حوالے سے تھی تو اس باب میں ان تمام کہانیوں کا مختصر اعارف پیش کیا گیا ہے جن سے انتظار حسین نے اپنا رشتہ جوڑا اور ان سے متاثر ہو کر انہیں اپنے فکشن میں جگہ دی۔ یہ کہانیاں مثلاً مہابھارت، راماائن، کتحا سرت ساگر، بیتال پچیسی وغیرہ ایسی کہانیاں ہیں جو ہندوستانی سماج کی کہانیاں ہیں اور ان کا ڈائریکٹ تعلق ہندوستانی ثقافت سے ہے اور یہ وہ کہانیاں ہیں جو انتظار حسین کی کہانیوں میں ہمیں دیکھنے کو ملتی ہیں۔ انتظار حسین کی اکثریت کہانیوں میں مہابھارت اور راماائن کے حوالے آتے ہیں اس لیے ان کہانیوں کے سفر کو واضح کرنا ضروری ٹھہرا۔ انتظار حسین نے خود کہانیوں پر مضمایں لکھے جن میں انہوں نے اس فکر کو اجاگر کیا کہ کہانیوں نے گھاٹ گھاٹ کا پانی پی کر تہذیبی لین دین کو فروغ دیا اور ہم جو یہاں مارکاٹ کرتے رہتے ہیں کہانیاں آپس میں رشتہ قائم کرتی رہتی ہیں محبت اور شادی کا۔ سو یہ مختصر باب انتظار حسین کی کہانی کی مختلف جہتوں اور کہانیوں کی مختصر روایت پر مشتمل ہے۔ ہمارے مقالے سے

بڑا راست تو اس باب کا تعلق نظر نہیں آتا لیکن اگر بار کمی سے دیکھا جائے تو اس تعلق کی جریں ضرور پیوستہ نظر آئیں گی۔

مقالہ کا چوتھا باب ”انتظار حسین کے افسانوں میں ہند اسلامی ثقافت“ کے عنوان سے ہے۔ اس باب میں انتظار حسین کے افسانوں میں سے ہند اسلامی ثقافت دنیا کی نمائندگی کی گئی ہے۔ انتظار حسین کے افسانوں کی فضا ہندوستانی ہے۔ ان کے کردار قصباتی زندگی گزارتے ہیں جن میں ہندو مسلمان دونوں موجود ہوتے ہیں۔ یہ فضا غیر منقسم ہندوستان کی ہوتی ہے جس میں ہند اسلامی ثقافت زندہ ہوتی ہے۔ لیکن آہستہ آہستہ ہمیں نظر آتا ہے کہ حالات بگڑنے لگتے ہیں اور ثقافت ختم ہو جاتی ہے۔ ایک بے سروسامانی کا منظر ہوتا ہے اور ایک ملال کے ساتھ کہانی ختم ہو جاتی ہے۔ انتظار حسین کا بنیادی مقصد ہند اسلامی تہذیبی روایات کو دکھانا ہے جو نئے زمانے میں ختم ہو گئی ہیں اس لیے وہ اس زمانے کو شدت سے یاد کرتے ہیں۔ انتظار حسین کی کہانیوں میں موضوعات بدلتے رہتے ہیں۔ کبھی وہ ”آخری آدمی“، جیسی کہانی لکھتے ہیں تو کبھی جانوروں کی کہانی لکھنے لگ جاتے ہیں لیکن ان سب کا بنیادی حوالہ انسان ہی ہے اس لحاظ سے انتظار حسین کی کہانیاں انسان کے اخلاقی زوال کی کہانیاں ہیں جس میں وہ ہر تہذیب سے گزر جاتا ہے۔ لیکن ماحول ساری ہی کہانیوں کا ہندوستانی ہی رہتا ہے۔ اس باب میں ہم نے انتظار حسین کے ایک ایک افسانے کو زیر بحث لایا ہے۔ کسی افسانے پر تجزیہ ممکن نہ ہوا تو اس کہانی کو نظر انداز کرنے کی بجائے اس کا خلاصہ کر دیا گیا ہے۔ کہانی کے معاملہ میں اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ صرف اس کہانی کے تجزیہ پر اکتفا نہ کیا جائے اس کی کہانی بھی بیان کی جائے کیونکہ صرف تجزیہ سے کہانی سمجھ میں نہیں آتی۔ کہانی کو سمجھنے کے لیے کہانی کا پڑھنا ضروری ہے، تجزیہ کہانی پڑھنے کے بعد سمجھ آتا ہے۔ اس لیے قارئین کا وقت بچانے کے لیے ان کہانیوں کے اہم ترین واقعات بیان کر دیے گئے ہیں اور انتظار حسین کی خفیہ کلیات کے ۱۲۰ صفحات کو صرف ۱۰۰ صفحات میں سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اس مقالہ کا آخری یعنی پانچواں باب ”انتظار حسین کے ناولوں میں ہند اسلامی ثقافت“ کے عنوان سے ہے۔ یہ باب انتظار حسین کے ناولوں کے مطالعہ کو پیش کرتا ہے۔ انتظار حسین کے ناول بھی اسی فکر کی نمائندگی کرتے ہیں جو ان کے افسانوں میں نظر آتی ہے لیکن فرق صرف یہ ہے کہ افسانوں میں کسی کردار کی ایک کم وقت کے لیے نمائندگی ملتی تھی ناولوں میں اس کی ایک بھرپور زندگی نظر آتی ہے۔ انتظار حسین کے افسانوی ادب میں بڑے بزرگوں کی موجودگی تقریباً ہر کہانی میں ملتی ہے اور ان بزرگوں کے زمانہ کو دکھاتے ہوئے انتظار حسین اس زمانے کی جو ہند اسلامی تہذیبی روایات و اقدار کا زمانہ تھا کی تحریر پور نمائندگی کر جاتے ہیں۔ اس زمانے کی زبان، ثقافتی مظاہر، چھوٹی چھوٹی اشیاء جواب معدوم ہو چکی ہیں انتظار حسین کی کہانیوں میں ہمیں دیکھنے کو ملتی ہیں۔ انتظار حسین کے کرداروں میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک ایسا کردار ہمیں ضرور مل جاتا ہے جو سچے زمانے میں بھی پرانی اقدار کی نمائندگی کرتا ہو اور نظر آتا ہے۔ وہ اپنی یادوں میں ان تمام حالات کو یاد کرتا ہے جو اس نے سچیں میں اپنے بزرگوں کے ہاں دیکھے ہوتے ہیں۔ اس طرح نئے زمانے کے سیاسی اور سماجی حالات بھی انتظار حسین کی

کہانیوں میں ہمیں نظر آتے ہیں جن کو منظر رکھتے ہوئے ہم پرانے زمانے کی روایات کی اہمیت کو آسمانی سے محسوس کر سکتے ہیں۔ انتظار حسین کی کہانیاں انسان کو غیر انسانی اقدار سے انسانی اقدار میں واپس بلانے کا سند یہ ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے انتظار صاحب کہہ رہے ہوں کہ پچھے مڑ کر دیکھو تم کیا تھے اور اب کیا سے کیا ہو گئے۔ انتظار حسین کی کہانیاں ایک گھرے تہذیبی اور تاریخی شعور کی کہانیاں ہیں۔ یہ مقالہ انتظار حسین کی کہانیوں کو ان کے تہذیبی حوالوں سے سمجھنے کی ایک کوشش ہے۔

مقالہ کے آخر پہ ماحصل لکھا گیا ہے جس میں یہ بتانے کی کوشش کی گئی ہے کہ انتظار حسین کی کہانیوں نے مقالہ نگار پر کیا اثر ڈالا اور اس نے اپنی زندگی کو انتظار حسین کی کہانیوں کی زندگی میں کس طور بر کیا۔ یہ ماحصل روایتی ماحصل سے ہٹ کر لکھا گیا ہے جس میں زیادہ تر یادیں اور ذاتی تجربات ہیں کوئی عالمانہ بحث اس میں موجود نہیں ہے۔

اس کے علاوہ کتابیات کا حصہ ہے جس میں اس مقالہ میں کام آنے والی کتابیات کی فہرست ہے۔

یہ مقالہ انتظار حسین پر اب تک ہونے والی بہترین تحقیق کا نچوڑ ہے۔ کوئی ایک آدھ ماذد اس میں سے رہ بھی گیا ہو گا جو کہ مستقبل میں انتظار حسین پر کام کرنے والے محققین کی توجہ کا منتظر ہو گا۔ بہر حال مقالہ ہذا انتظار حسین کے قارئین اور ان کے حوالے سے تحقیق کرنے والوں کی رہنمائی کے لیے ایک ادنیٰ سی کوشش ہے کیونکہ کوئی بھی تحقیق حرف آخر نہیں ہوتی۔ اور خاص طور پر انتظار حسین جیسی وسیع النظر اور ہمہ دان شخصیت کے لیے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ انتظار حسین پر تحقیق مکمل ہوئی۔ انتظار حسین کی تحریریوں میں کئی اور موضوعات بھی نکل سکتے ہیں، بندے کو چاہیے کہ اپنی تلاش اور جستجو کو جاری رکھے کہ تفسیر کائنات دراصل کسی جگہ رکنے کا نام نہیں بلکہ بڑھتے چلے جانے کا نام ہے کہ جہاں صرف ایک نہیں جہاں کئی اور بھی ہیں۔

محمد علی حسن

محلہ نظام آباد

تونہ شریف